غـزلیں

شاہد اختر

○

کوئی سودا کبھی رکھا نہیں سر میں اپنے
میں نہیں رہتا کبھی خواب و خبر میں اپنے

دن تو رہتا ہی نہیں کچھ بھی اثر میں اپنے
رات ہی رات چمکتی ہے سفر میں اپنے

ڈوبتی اور اُبھرتی ہیں صدائی دن رات
میں ابھی زیر سماعت ہوں کھنڈر میں اپنے

یوں تو بکھرے ہیں کئی رنگ طلسمات مگر
کوئی جچتا نہیں معیار نظر میں اپنے

شکر جتنا بھی ادا کیجے خدا کا کم ہے
اُس نے کیا کیا نہ دیا دامِ ہنر میں اپنے

ایسا لگتا ہے کہ اب بجھ نہیں پائے گی کبھی
اس قدرت آگ دہکتی ہے جگر میں اپنے

وقت نے کیسا ستم ڈھایا ہے شاہد اختر
پابہ زنجیر ہے ہر آدمی گھر میں اپنے

گیا کالج گیا، بہار۔823001

سیف الرحمٰن عبّاد غازی پوری

○

آگئی کیا خزاں بہار گئی
گل فروشوں کا رزق مار گئی

دوسری سانس کی نہ دی مہلت
تیری تلوار آر پار گئی

زندگی نے مجھے کہاں مارا!
بوجھ جو سر پہ تھا اُتار گئی

پھاڑ دی ظرفِ عشق نے تصویر
اس طرح اس کی یادگار گئی

پانچ حیوان اُس پہ ٹوٹ پڑے
وہ تھی انسان اُن سے ہار گئی

وہ تو عبّاد سبز موسم ہے
اس کی قربت تجھے نکھار گئی

سیدواڑہ، غازی پور(یوپی)